ہمارے نوجوانوں کو ہدف بنائے ہوئے ہیں۔

ڈربن (جنوبی افریقہ) میں قائم "بین الاقوامی مرکز برائے تبلیغِ اسلام" Islamic Propagation Centre International کے شائع کردہ ایک دوورقے میں پوپ کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ مکالمے کی آڑ میں مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ وہ اینگلیکن ازم کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ "ہم اب مزید مغرب کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ رومن کیتھولک ازم کی سرزمین سے اینگلیکن ازم کی طرف، جہاں زبان کے لحاظ سے ہم اپنے آپ کو زیادہ بہتر محسوس کریں گے--- ہمیں پُر امید رہنا چاہیے کہ اینگلیکن بشپ اور آرک بشپ پوپ کی نسبت زیادہ مردانگی کا مظاہرہ کریں گے۔"

ڈاکٹر کیری دوسرے مذاہب کے احترام کی ضرورت پر باقاعدگی سے بولتے رہتے ہیں۔ میں دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا احترام کرتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ ہمیں دوسرے مذاہب کی دیدہ دانستہ توہین نہیں کرنی چاہیے، تاہم عیسائی اُس مذہب کا کس طرح احترام کر سکتے ہیں جو اُلوہیت مسیح، اس کی تجسیم، تصوّرِ کفارہ پر مبنی اُس کی موت اور مُردوں میں سے اُس کے جی اٹھنے سے انکار کرتا ہو؟

بشپ، حتیٰ کہ مبشّرین، ایک سے ایک بڑھ کر کہہ رہے ہیں کہ "عشرۂ تبلیغِ عیسائیت" میں دوسرے مذاہب کو وہ ہدف نہیں بنا رہے۔ چونکہ بہت سے مغربی مسلمان اعتدال پسند ہیں اِس لیے عیسائی رہنما اسلام کی اصلیت اور اِس کی سرگرمیوں سے آنکھیں بند کیے دکھائی دیتے ہیں۔"

متفرّق

کاریتاس انٹرناسیونالس میں ترقی یافتہ ممالک کا کردار

[گذشتہ شمارے میں "کاریتاس پاکستان" کی سلور جوبلی تقریبات کے حوالے سے اس کی کارکردگی کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ۲۱ مئی ۱۹۹۱ء کو روم میں "کاریتاس انٹرناسیونالس" کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا جس میں دُنیا بھر سے ۱۲۳ ممالک کی کاریتاس تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ جنرل اسمبلی کا اجلاس ہر چار سال بعد منعقد ہوتا ہے۔ مئی ۱۹۹۱ء کے اجلاس میں زیرِ غور موضوع یہ تھا۔ "مسیحی ہمدردی ہی دراصل انسانی سالمیت کی ضامن ہے۔" شرکاء نے موضوع پر اظہار خیال کیا مگر "کاریتاس پاکستان" کے نمائندے نے کیا محسوس کیا؟ ذیل کی سطور سے واضح ہے۔ مدیر]

کاریتاس انٹرناسیونالس کی اسی جنرل اسمبلی کے دوران پہلی بار یہ انکشاف ہوا کہ کلیسیائی رہنماؤں کو پہلی دنیا کی حکومتیں اور ان حکومتوں کے کارندے بڑی خوبصورتی سے اور بڑی سادگی سے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور یہ رہنما غریبوں کی محرومی اور تکلیفوں کا علاج کرنے کے

لیے بڑی صدق دلی سے ان مکاروں کی مکاری کا شکار ہو رہے ہیں۔ کاریتاس انٹرنا سیونالس کی جنرل اسمبلی اپنا مرکزی خیال اگرچہ انصاف اور محبت کی بنیاد پر رکھتی ہے۔ لیکن یورپی تنظیمیں (کاریتاس) جن میں اکثریت ان تنظیموں کی ہے جو تیسری دنیا کی کاریتاس تنظیموں کو امداد مہیا کرتی ہیں، بڑی آسانی سے ہمارے مسائل سے چشم پوشی اختیار کر لیتی ہیں اور ایسے مسائل کو ابھار کر ہمارے سامنے لے آتی ہیں جن کا ہماری ترقی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

مثلاً ماحولیات (Environmentalism) ترقی یافتہ دنیا کا ایک Burning Issue ہے جسے تیسری دُنیا پر بھی ایک فیشن کے طور پر طاری کر دیا گیا ہے۔ مگر آپ یورپ اور امریکہ اور جاپان کے ممالک کو دیکھیں، صاف ستھرے سرسبز شاداب لہلہاتے کھیت، خوب صورت پارک، فوارے اور بس یوں لگتا ہے جیسے آپ ایک جنت میں داخل ہو گئے ہوں۔ دوسری طرف ہم پر ماحولیات کی پاکیزگی کا بھوت سوار کر دیا ہے۔ یعنی سوچیے، کھانے کو ہمارے پاس ہے نہیں، زندگی کی عام سہولیات سے محروم، صحت کی سہولت سے محروم، پینے کے پانی سے محروم، تعلیم سے محروم، مکان سے محروم، بے روزگاری کا شکار، ناانصافی، رشوت ستانی، کلاشنکوف کلچر، منشیات کی بھرمار، امیر غریب کا فرق، بین الاقوامی قرضوں کا بوجھ، اسلحہ کی خریداری، جنگ کا خوف، قدرتی آفات کی بھرمار اور پھر بین الاقوامی صنعتی تنظیموں (Multinational Corporations) کی ہمارے ممالک میں ایسی مصنوعات کی پیداوار اور فروخت جو ان کے اپنے ممالک میں قانون کے اعتبار سے بند ہو چکی ہیں۔ ہمارا ماحول خراب "وہ" کریں اور اسے پاک ہم کریں۔ چاہے ہزاروں لاکھوں جانیں ضائع ہو جائیں۔ دنیا کے ان اصل مسائل سے ہماری نظر کو اس چابک دستی سے ہٹایا جاتا ہے کہ لگتا ہے جیسے دنیا میں صرف یہی وہ مسائل ہیں جن کے حل ہوئے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکے گی۔

مثلاً فلسطینیوں کو وطن بحالی کی بجائے Aids کی بیماری پر زور دیا جاتا ہے اور اس طرح کہ تمام دنیا اور ہمارے جیسے غریب ملک بھی اس بیماری کے خاتمہ کے لیے اپنے غریبوں اور ناداروں کو اس کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں، عراق پر حملے کے لیے امریکہ دنیا کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے کیونکہ عراق غاصب ہے، جبکہ اسرائیل کی بات کرتے وقت New World Order کی بات ہوگی ہے۔ جس کا مطلب ہے No War یعنی جنگ نہیں ہوگی۔ "دنیا میں پناہ گزینوں کے لیے ہمیں ضروریات زندگی مہیا کرنے پر زور دینا چاہیے۔" یہ ایک بیان تھا جس کے بارے میں جنرل اسمبلی بہت حساس رویہ رکھتی ہے۔ مگر اس پر بات نہیں ہو سکتی کہ فلسطینی پناہ گزینوں کی یہ حالت کسی کی ناانصافی کے سبب وجود میں آئی یا یہ کہ ان کے مسئلہ کا حل کیا ہے۔ کیا یہ کچی بستیوں کے مکین پناہ گزین نہیں؟ ان کے لیے وثوق سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ ناانصاف نظام کے سبب مجبوراً اپنا گھر بار چھوڑ کر غیر قانونی

(بقول حکومت) طور پر زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ امداد دینے والی تنظیمیں گھر بنانے میں کچھ نہ کچھ مدد کرتی ہیں، لیکن گھر بنانے کے لیے زمین خریدنے کے لیے کوئی مدد نہیں دے سکتیں۔ یہ ان کے اصولوں کے خلاف ہے، جب زمین نہیں ہوگی تو گھر ہوا میں بنے گا؟

کلیسیا نے اگرچہ ہر لمحہ انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا چاہا مگر اربابِ اختیار شروع سے پہلی دنیا کی مالی اعانت کے محتاج رہے، آج بھی ہیں۔ وہ تمام مراسلہ جات جو ۱۸۹۱ء سے لے کر اب تک لکھے گئے جن پر یورپ میں تو عمل ہوا مگر تیسری دنیا کے ممالک میں کلیسیا کا رول ایسے لگتا ہے جیسے وہ پہلی دنیا کا آلہ کار ہے۔ یہ بات شاید ہمارے غیر مسیحی بھائی سمجھتے ہوں گے۔ لیکن ہم مسیحی جس ناانصافی کا شکار ہیں وہ ہمارے مسیحی بھی نہیں سمجھ سکتے بلکہ یوں لگتا ہے کہ اربابِ اختیار کو بھی اس کا اتنا خاص ادراک نہیں۔

کاریتاس انٹرناسیونالس کی جنرل اسمبلی اقوام متحدہ کے بعد دوسری بڑی بین الاقوامی تنظیم ہے جس میں ایک سو تئیس (۱۲۳) ممالک نمائندگی کرتے ہیں۔ مگر اس کی حالت بھی بالکل اقوام متحدہ جیسی ہے۔ جو بات امیر ممالک چاہتے ہیں کہ دنیا کا رجحان (Trend) بنے وہ اس اسمبلی میں لائی جاتی ہے، ووٹ ڈالے جاتے ہیں، ہمیشہ اکثریت امیر ممالک کے طے کئے گئے رجحان ہی کے حق میں ووٹ ڈالتی ہے۔ اس کے لیے منصوبے بنائے جاتے ہیں، تنظیمیں امداد دگنی کر دیتی ہیں اور اصل مسئلہ کی بجائے Aids سے چھٹکارا کے رجحان کو ہر ملک میں پذیرائی ملتی ہے۔ اور ہمارے جیسے ممالک جو اوپر بیان کیے گئے ہزاروں مسائل کا شکار ہیں، حیران و ششدر کھڑے سوچتے ہیں کہ کیا کبھی وہ دن آئے گا کہ ہماری کلیسیا کو بیرونی امداد کی ضرورت نہ ہوگی؟ یا کہ ہم اپنے مذہبی رہنماؤں کی مالی ضروریات پوری کر سکیں گے تاکہ وہ ہماری دینی ضروریات پوری کر سکیں؟ اور کہ ہمیں ہر چوتھے سال کاریتاس انٹرناسیونالس کی جنرل اسمبلی میں نہ جانا پڑے!! (ماہنامہ کاریتاس، لاہور- جون ۱۹۹۱ء)